کہ صدیوں کی جمی ہوئی فقہ حنفی آنے والے دور میں چلنے والی نہیں۔ اس لئے انہوں نے تدریساً و تصنیفاً قرآن و حدیث کو رواج دینے پر اپنی زندگی صرف کر دی۔ آپ کے بعد شاہ عبدالعزیز اور شاہ اسحاق نے علمی رنگ میں مزید ترقی دی اور مولانا شاہ محمد اسمٰعیل صاحب شہید نے تو عملی طور پر اس کو نافذ کرنے کی راہ میں جان تک قربان کر دی! ان حضرات کے بعد مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی اور حضرت مولانا نواب سید محمد صدیق حسن خان صاحب نے تدریس اور تصنیف کے ذریعے سے ولی اللہی نہج پر قال اللہ وقال الرسول کا صور اس زور سے پھونکا کہ اس سے غیر منقسم ہندوستان کا کونہ کونہ گونج اٹھا۔ اول الذکر کے تلامذہ اور ثانی الذکر کی تصانیف اندرون و بیرون ملک میں پھیل گئے — ! مگر افسوس ہے کہ اس مرحلے پر خاندان ولی اللہی کے ہی بعض تلامذہ آڑے آ گئے اور فقہ حنفی کی غیر ضروری حمایت کی ٹھان لی گئی۔ اور مولانا اسحاق و مولانا محمد اسمٰعیل شہید کے ان دونوں جانشینوں کے خلاف دیوبند میں ایک محاذ قائم کر لیا گیا — ! اپنی تحریروں، تقریروں خانقاہی مجالس اور دروس میں محدث دہلوی اور مجدد تھنوجی اور ان کے طرز فکر — حسب فرمان شاہ ولی اللہ اہل حدیث — کو مختلف طریقوں سے بدنام کرنا شروع کر دیا تاکہ مسلک اہلحدیث کی اہمیت گھٹائی جائے۔ یہ جوش مخالفت یہاں تک پہنچا کہ بعض متقدمین اہل حدیث اور خدام حدیث کو بھی مطعون کرنا ضروری سمجھا گیا! علمائے دیوبند کی قابل قدر دینی خدمات کے ساتھ افسوس ہے کہ یہ — تیز کانٹا بھی ہمیشہ موجود رہا — مولانا محمد قاسم نانوتوی مرحوم سے لے کر مولانا حسین احمد مرحوم تک سب ہی کم وبیش اہلحدیث کے خلاف زبان کشائی و قلم افشانی کی "خدمات" سرانجام دیتے رہے ظاہر ہے کہ اس کا ردعمل ہونا قدرتی تھا۔ اور اسی نے باہمی قلمی معرکہ آرائی کی افسوسناک صورت اختیار کی۔ جس کا نہ ہونا مناسب تھا کیونکہ اس طرح حضرت شاہ صاحب کا نقطہ نظر بروئے کار نہ آ سکا۔ جو ہمارے دور کے لئے ضروری تھا یعنی یہاں ایسا قانون نافذ ہو۔ جو خلفائے راشدین کے اسوہ اور مذاہب اربعہ کی تشریحات کی روشنی میں قرآن حدیث پر مبنی ہو۔

ہمارا خیال ہے اگر علمائے دیوبند اہل حدیث کی مخالفت نہ کرتے تو شاید شاہ صاحب کا طریقہ یہاں رواج پذیر ہو جاتا اور مشکلات نہ پیش آتیں۔ جن سے ہم اور وہ دونوں دوچار ہو رہے ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب میں علمائے دیوبند کے اسی قسم کے "ارشادات" کو یکجا جمع کر دیا گیا ہے جس کا محرک مولانا اشرف علی صاحب تھانوی

کا "اشرف السوانح" میں شائع شدہ ایک خواب ہوا جو محدث دہلوی اور ان کے طرزِ فکر و عمل کے متعلق تحقیری انداز لیئے ہوئے تھا۔ جس کی تعبیر یہ فرمائی گئی کہ مسلک اہل حدیث پھاچھ ہے اور فقہ حنفی مکھن!

یہ کتاب تقریباً پندرہ سال قبل بھی شائع ہوئی تھی جس کو مسلک کے تبلیغی حلقوں نے قبول کیا تھا اب کافی اضافہ کے ساتھ دوبارہ طبع ہوئی ہے۔ ابتداء میں علماء اہل حدیث کی تقریضات ہیں جو زیادہ تر پہلے ایڈیشن کی ہیں اور بعض دوسرے پر ہیں۔ ابتداء میں مولانا حافظ عبداللہ صاحب روپڑی مدظلہ العالی کا مقدمہ ہے۔ محدث دہلویؒ کے مختصر سوانح حیات بھی دکھئے گئے ہیں چند صفحات مسلک اہلحدیث کی قدامت افضلیت وغیرہ پر ہیں جو اپنی جگہ پر بہت خوب اور قابل مطالعہ ہیں۔

افسوس ہے اس کتاب کا اندازِ تحریر ہمارے قدما کے اہل حدیث کے طریق اختلاف سے کم مناسبت رکھتا ہے بلکہ محدث دہلوی، مجدد قنوجی وغیرہ حتیٰ کہ مولانا حافظ عبداللہ صاحب روپڑی مدظلہ العالی کے طرزِ تخاطب انداز اختلاف سے بھی مختلف ہے، پھر حنفیہ کی کتابوں کے نقول و مسائل کو تحقیق کی کوتاہی، قلم کی سہل انگاری اجتہاد کی خامی تو کہا جا سکتا ہے لیکن ان پر مطلقاً "افتراؤں" اور "توہینوں" کا فتویٰ غلو کے مقابلے میں غلو ہے جس سے جماعت اہلحدیث ہمیشہ ہی بلند رہی ہے اور اسے بلند رہنا بھی چاہیئے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ "تفہیمات" میں اہلحدیث اور علمائے دیوبند کو شاہ ولی اللہ صاحب کے طریقے پر متفق ہو جانے کی اس دور میں سخت ضرورت ہے "اجتہاد" کے دروازے کے چوپٹ کھل جانے کا جو فتنہ سر اٹھا رہا ہے اس کا کامیاب مقابلہ اسی صورت ہو سکتا ہے۔ علمائے دیوبند کو ہم یقین دلاتے ہیں کہ اہلحدیث کو آپ سے کوئی بغض نہیں وہ ہمیشہ ہی آپ کے ساتھ رہے ہیں، وہ اہلِ بدعت کے مقابلے میں بھی آپ کا ساتھ دیتے ہیں، وہ آپ کے سب بزرگوں کی عزت کرتے ہیں۔ دکھ درد میں آپ کے شریک رہتے ہیں۔ چنانچہ حال ہی میں مولانا حسین احمدؒ کے سانحہ ارتحال کو پوری جماعت نے محسوس کیا۔ درانحالیکہ بریلوی حضرات نے اس پر مسرت کا اظہار کیا اور آپ سے (معاذ اللہ) غیر مسلموں کا سا برتاؤ کیا۔

مگر اہلحدیث کو آپ سے بجا طور پر شکوہ ہے کہ آپ ایسا نہیں کرتے آپ حضرات کی اکثریت حنفیت میں بریلویوں کا ساتھ دینے پر آمادہ ہو جاتی ہے۔ اہلحدیث طلباء تک کو آپ اپنے مدارس میں گوارا نہیں کرتے۔ اہل حدیث کی اقتداء میں پڑھی ہوئی نماز کے اعادہ کا عقیدہ ترک فرما دیتے ہیں!

نہایت ادب سے گزارش ہے کہ حضرات دیوبند سلف کی طرح اہلحدیث کے اختلاف کو برداشت کریں تو سب میں مناقشات ختم ہو سکتے ہیں!

امید ہے ان گزارشات پر ٹھنڈے دل سے غور فرمایا جائے گا ——!